حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دعوت کی قوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ۱۰ محرم کو یہودیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں بنی اسرائیل کی فرعون سے آزادی کی خوشی میں روزہ رکھتے دیکھا تو فرمایا کہ ہم بھی موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں، چنانچہ ہم بھی روزہ رکھیں گے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہمارے نبی ہیں۔ آپ اور آپ کی کتاب کو مانے بغیر تو ہمارے ایمان کی تکمیل ہی نہیں ہوتی۔ مذہبی لحاظ سے اسلام کے قریب ترین مذہب بھی مسیحیت ہی ہے۔ ابتدائے اسلام کے وقت جب مکہ میں مشرکین کے مظالم حد سے بڑھنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی جہاں ایک عیسائی بادشاہ (نجاشی) کی حکومت تھی۔ اور جس نے صحیح معنوں میں ان مظلوم مسلمانوں کی مدد بھی کی۔ اسی طرح جب عرب سے متصل رومی مقبوضات (اردن، شام اور فلسطین) پر ایرانی مجوسیوں کی فتح ہوئی تو عرب کے مسلمان اس پر بہت غمگین ہوئے اور مشرکین خوش۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ روم میں پیشین گوئی فرمائی کہ ۱۰ برس سے پہلے پہلے عیسائی رومیوں کو پھر فتح نصیب ہوگی جس سے مسلمانوں کو حوصلہ ملا۔ اسلام نے مسلمانوں کو مسیحی خواتین کے ساتھ شادی کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔ ایک زاویے سے سوچیں تو مسلمان اور عیسائی، دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی اولاد ہونے کے باعث آپس میں کزن ہیں۔

چند ہفتے قبل پوری دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدایش منایا گیا۔ آپ کو یاد کیا گیا۔ آپ کی تعلیمات کی تذکیر کی گئی۔ چنانچہ ہم بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یاد کرتے ہیں اور ان کی زندگی سے روشنی پا کر اپنی زندگی اور اپنے ملک کے حالات سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام، بنی ہارون کی ایک زاہدہ، پاک باز دوشیزہ جو حضرت زکریا علیہ السلام کے زیر تربیت تھیں، بیت المقدس میں معتکف تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور انھیں ایک پاکیزہ فرزند کی بشارت دی۔ حضرت مریم علیہا السلام بولیں: ''میرے ہاں لڑکا کس طرح پیدا ہو سکتا ہے، مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں۔'' فرشتے نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی شے کے لیے حکم

کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ ’’ہو جا‘‘ اور وہ ہو جاتی ہے۔‘‘

چنانچہ معجزے کا صدور ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش ہوگئی تو آپ ان کو لے کر اپنی بستی کی طرف چلی گئیں۔ لوگوں نے جب حضرت مریم علیہا السلام کی گود میں بچہ دیکھا تو طعنہ دیا۔ حضرت مریم اللہ کے حکم کے مطابق خاموش رہیں اور بچے (حضرت عیسیٰ) کی طرف اشارہ کر دیا۔ اسی وقت حضرت عیسیٰ بول اٹھے: ’’میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی، پیغمبر بنایا اور میں جہاں کہیں بھی موجود ہوں مجھے اللہ نے خیر و برکت کا ذریعہ ٹھہرایا۔‘‘ (مریم: ۳۰-۳۱)

جب لوگوں نے دودھ پیتے بچے کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو ان کو بڑی حیرت ہوئی اور ان کی حضرت مریم کے حوالے سے غلط فہمی بھی رفع ہوگئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے معجزات عطا کیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ آپ گلی گلی میں جا کر لوگوں کو اللہ کے اس بے آمیز دین کی طرف بلاتے جسے بنی اسرائیل کے علما نے بگاڑ دیا تھا۔ لیکن تمام معجزات اور ان کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بنی اسرائیل جو اس وقت کی بڑی ہی نافرمان اور سرکش قوم تھی، آپ کے سخت خلاف ہوگئی اور آپ کے لیے مسائل پیدا کرنا شروع کر دیے۔ لیکن آپ نے ان کی مخالفت کی کوئی پروا نہ کی اور اپنا فرض پوری شان کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ جس کی بدولت ان کی قوم میں سے صرف چند لوگ ان پر ایمان لائے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اُس وقت فلسطین پر رومیوں کی حکومت تھی۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے خلاف کوئی تحریک برپا نہیں کی۔ انھوں نے اپنی قوم کے بالادست طبقات کو اپنی دعوت کا پہلا مخاطب بنایا اور ان کے باطل عقائد و اعمال پر سخت تنقیدیں کیں۔ جب وہ اصلاح پر آمادہ نہ ہوئے تو آپ نے عام لوگوں کو مخاطب بنایا۔ وہ مچھلیاں پکڑنے والوں کے پاس گئے۔ اور پھر وہی ان کے حواری بنے۔ جیسے جیسے دن گزرتے گئے آپ کے ماننے والوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ آپ کے مخالفین یہ سب دیکھ کر حسد میں مبتلا ہو گئے اور ان کو خطرہ محسوس ہوا کہ آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت ان کے لیے کسی وقت خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے آپ کے خلاف مختلف قسم کی سازشیں کرنا شروع کر دیں۔

بنی اسرائیل کی گہری سازشوں کی وضاحت کرتے ہوئے سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

’’تورات میں زنا کی سزا موجود تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں یہودی علما فقہا امرا اور عوام اس قانون کو

عملاً منسوخ کر چکے تھے۔حضرت عیسیٰ کی دعوت کو روکنے کے لیے علماے یہود نے ایک چال چلی۔وہ ایک زانیہ عورت کو پکڑ لائے کہ اس کا فیصلہ کریں۔ان کا مقصد یہ تھا اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کنویں میں نہیں تو کھائی میں ضرور گریں۔یعنی اگر حضرت عیسیٰ سنگ ساری کے سوا کوئی اور سزا تجویز کریں گے تو آپ کو یہ کہہ کر بدنام کیا جائے کہ لیجیے نرالے نبی تشریف لائے ہیں جنھوں نے دنیوی مصلحت کی خاطر خدائی قانون بدل ڈالا۔اگر سنگ ساری کا حکم دیں گے تو باغی بنا کر رومی قانون کے ساتھ آپ کو ٹکرا دیا جائے اور دوسری طرف قوم سے کہا جائے گا کہ مانو اس نبی کو، دیکھ لینا اب تورات کی پوری شریعت تمھاری پیٹھوں اور جانوں پر برسے گی۔لیکن حضرت عیسیٰ نے ایک ہی فقرے میں ان کی چال کو انھی پر الٹ دیا۔آپ نے فرمایا تم میں سے جو خود پاک دامن ہو وہ آگے بڑھ کر اسے پتھر مارے۔یہ سنتے ہی فقیہوں کی ساری بھیڑ چھٹ گئی۔ایک ایک منہ چھپا کر وہاں سے نکلنے لگا۔اور اس طرح ان فقہا کی اخلاقی حالت بھی برہنہ ہوگئی۔جب عورت تنہا کھڑی رہ گئی تو حضرت عیسیٰ نے اسے نصیحت فرمائی اور توبہ کرا کر رخصت کر دیا۔کیونکہ نہ آپ قاضی تھے کہ مقدمے کا فیصلہ کرتے نہ اس پر کوئی شہادت قائم ہوئی تھی اور نہ کوئی اسلامی حکومت قانون الٰہی نافذ کرنے کے لیے موجود تھی۔'' (تفہیم القرآن ۳/۳۲۲)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

دلیل و برہان کے میدان سے شکست کھانے کے بعد بنی اسرائیل کی قیادت رومی بادشاہ کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوگئی کہ یہ عیسیٰ (علیہ السلام) صرف ہمارے لیے ہی نہیں، بلکہ آپ کی حکومت کے لیے بھی خطرہ بن سکتے ہیں۔اگر آپ نے ابھی سے ان کو نہ روکا تو نہ صرف یہ کہ ہمارا دین مٹ جائے گا، بلکہ وہ آپ کی حکومت پر بھی قبضہ کر لیں گے۔اور پھر رومی بادشاہ بھی حضرت عیسیٰ کی جان کے درپے ہوگیا اور اپنی طرف سے انھیں صلیب دے دی۔لیکن دلیل و برہان، دعوت و تبلیغ اور ایثار و قربانی نے اپنی قوت کو منوا لیا، بعد میں حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی تبلیغ سے رومی حکومت نے بھی عیسائیت قبول کر لی۔بلکہ پھر رومی خود عیسائیت کے مبلغ بن گئے۔برطانیہ میں بھی عیسائیت رومی مبلغین نے پھیلائی اور آج ویٹی کن، عیسائیوں کے سب سے بڑے رومن کیتھولک مذہبی پیشوا پوپ کی بہت بڑی اقامت گاہ، روم ہی کے قریب ایک پہاڑی پر واقع ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مشن کی تکمیل میں ہر طرح کے اشتعال کے باوجود کبھی مخالفین کے خلاف طاقت کا استعمال نہیں کیا۔ہر ظلم پر صبر کیا۔طاقت سے دوسرے کا جسم جیتنے کے بجاے دلیل اور تعلیم سے دل جیتنے کی کوشش کی، بلکہ یہاں تک فرمایا کہ ظالم ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی حاضر کر دو۔اس حکمت عملی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ کے پاس سیاسی اقتدار نہ تھا اس لیے آپ نے مخالفین کے خلاف کوئی جنگ نہیں کی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مکہ میں ہجرت مدینہ سے قبل سیاسی اقتدار میسر نہ تھا۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس وقت

کوئی جنگ کی اور نہ طاقت کا استعمال کیا۔ مخالفین کے مظالم کے باوجود صبر کیا اور خود کو دلیل اور تعلیم تک محدود رکھا۔ وہ تمام انبیا جن کو سیاسی اقتدار نہیں ملا انھوں نے یہی طرز عمل اختیار کیا اور برائی کو طاقت سے ختم کرنے کی کوشش نہیں کی۔

آج ہمارے ملک میں جو مذہبی عناصر دین کو ریاست کی سطح پر نافذ کرنا چاہتے ہیں انھیں بھی یہ کام انبیاے کرام کے طریقے ہی پر چل کر کرنا ہوگا۔ یعنی دلیل اور تعلیم سے لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا ہوگا۔ جب دلوں میں تبدیلی آئے گی تو رویوں میں بھی تبدیلی آئے گی۔ اس کے بعد ریاست کی سطح پر بھی دین آپ سے آپ ظاہر ہو جائے گا۔ اس نفاذ میں کوئی منافقت نہیں ہوگی بلکہ گہرا خلوص ہوگا۔ اور پوری دنیا میں اس کے اثرات وثمرات پھیلیں گے۔ بصورت دیگر اس معاملے میں طاقت اور بارود کے استعمال سے صرف تباہی ملے گی صرف تباہی۔

ــــــ محمد بلال

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

قاضی حسین احمد: ایک عہد ساز شخصیت

قاضی حسین احمد کی وفات قوم کے لیے ایک انتہائی دکھ کی گھڑی ہے، قوم آج ایک ایسے رہنما سے محروم ہو گئی ہے جو درحقیقت ان کی امنگوں کا ترجمان تھا، ایک ایسا رہنما جو امت مسلمہ کا درد رکھتا تھا اور جس کی وحدت کے لیے وہ تمام عمر سرگرم رہا۔

قاضی حسین احمد پاکیزہ اور مسنون سیاست کی ایک مسلسل اور بے نظیر مثال تھے۔ انھوں نے پیرانہ سالی کے باوجود نوجوانوں کی مانند ملی، سیاسی اور دینی خدمات سرانجام دیں۔ ان کی ہمت، جوش و ولولہ، خلوص اور مقصد سے لگن قابل رشک اور کارکنوں کے لیے مثال تھی۔ انھوں نے اپنی بیماری کو مقصد میں رکاوٹ نہ بننے دیا، وہ عالم اسلام کے اتحاد کے سب سے بڑے نقیب تھے۔ قاضی حسین احمد عالم اسلام کی تمام اسلامی تحریکوں کے لیے قائد اور رہنما کا درجہ رکھتے تھے۔ ان کی رحلت مراکش سے انڈونیشیا تک پھیلی اس امت کے لیے نقصان عظیم ہے، وہ اپنے پیچھے ایک ایسا خلا چھوڑ گئے ہیں جسے بھرنے کے لیے ایک مدت درکار ہے۔

قاضی حسین احمد ۱۹۳۸ء میں ضلع نوشہرہ (صوبہ خیبر پختون خوا) کے گاؤں زیارت کا کا صاحب میں پیدا ہوئے